السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں مبلغ پانچ لاکھ روپے ایک جاننے والے اشفاق سے ان الفاظ میں یہ کہہ کر لیتا ہوں کہ آپ مجھے پانچ لاکھ روپے مضاربت پر دیں، میں جہاں اور جس کو مناسب سمجھوں گا، اس سے کاروبار کروں گا اور اس کاروبار سے جو آمدنی ہوگی وہ ہم آپس میں پچاس پچاس فیصد کے حساب سے تقسیم کرلیں گے۔ اشفاق کی رضامندی کے بعد میں نے اپنے ایک اور جاننے والے خیر محمد سے یہ معاملہ طے کیا کہ میرے پاس پانچ لاکھ روپے ہیں، آپ اس سے ایک کیلے کا باغ خرید لیں جس میں کیلے لگے ہوئے ہوں اور سال تک ٹھیکے پر معاہدہ کرلیں۔ کاغذات میں یہ معاہدہ 11 ماہ کا ہوگا۔ جتنی بھی خالص آمدنی ہوگی، دونوں میں پچاس پچاس فیصد تقسیم ہوجائے گی، محنت آپ کریں گے، اب مجھے خیر محمد جو آدھا نفع دے گا اس کا آدھا میں اشفاق کو دینا درست ہوگا؟ اگر خیر محمد کا معاملہ میں اجارہ باطل ہے تو اگر پھل موجود ہوں تب کیا حکم ہوگا، اور اگر فروخت یا استعمال کیا جاچکا ہو تو اس صورت میں اس کا کیا حکم ہوگا؟ براہ مہربانی راہ نمائی فرما کر ممنون مشکور ہوں۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر تو آپ نے خود کاروبار کرنے کی بات کی ہے اور پانچ لاکھ روپے سے حاصل شدہ آمدنی کا پچاس فیصد دینے کا کہا ہے تو پھر خیر محمد سے آپ کی بات کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس انداز میں آپ اشفاق کو پچاس فیصد نہیں بلکہ پچیس فیصد دے رہے ہیں، جو کہ دھوکہ ہے۔ اور ہر ایسی بیع جس میں دھوکہ ہو شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ہاں البتہ اگر آپ پہلے سے ہی اس کے ساتھ یہ طے کرلیتے ہیں اور اسے بتادیتے ہیں کہ میں اس انداز میں تجارت کروں گا تو پھر اشفاق کی رضامندی سے معاملہ درست ہوجائے گا۔ مذکورہ صورتحال میں آپ پر لازم ہے کہ آپ اس پھل کا مکمل نصف جو آپ کو خیر محمد سے حاصل ہو، آپ وہ سارے کا سارا اشفاق کو دے دیں۔ کیونکہ آپ نے خود تو کچھ کیا ہی نہیں ہے اور پھر آپ نے اس سے پانچ لاکھ کے منافع کا نصف دینے کو کہا تھا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتویٰ کمیٹی

محدث فتویٰ